خطبۂ افتتاحیہ

آل انڈیا مسلم پولٹیکل کنونشن

منعقدہ نئی دہلی ۱۹ از ۲۰ دسمبر ۱۹۷۰ء

از

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۶۸ء کو دہلی میں منعقد ہونیوالی آل انڈیا مسلم پولیٹکل کنونشن کے لئے مجھ سے ایک پیغام کی فرمائش کی گئی ہے، عملی و جماعتی سیاسیات سے دور مجھ ایسا ایک طالب علم اور گوشہ نشین انسان انہی حقیقتوں کی طرف اشارہ کر سکتا ہے جن کے ادراک کے لئے ایک خدا پرست اور مذہبی ذہن اور عقل سلیم کافی ہو سکتی ہے اور جو روزمرہ کی زندگی کے ہر شعبہ اور راستہ کے ہر موڑ پر نظر آتی ہیں، اگر ان اشاروں میں کوئی جدت یا ذہانت نظر نہ آئے تو اس کے لئے پیغام دینے والا قابل ملامت نہیں وہ حضرات شکایت کے مستحق ہیں جنھوں نے اس کا انتخاب کیا۔

تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے جس کو اپنے ملک کی تاریخ سے خصوصی دلچسپی رہی ہے، میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ ملک اس وقت ایک ایسے خطرہ سے دوچار ہے جو قوموں اور ملکوں کی تاریخ میں کبھی سینکڑوں اور کبھی ہزاروں برس کے عرصہ میں پیش آتا ہے اور جس کے نتیجہ میں اکثر اوقات کسی ملک یا قوم کی قسمت پر مہر لگا دی جاتی ہے، یہ خطرہ کسی بیرونی طاقت کے حملہ (اور میں اس ناپسندیدہ اور مہیب تصور کا حوالہ دیتے ہوئے شرمندہ و معذرت خواہ ہوں) کے خطرہ سے کم نہیں، اس لئے کہ وہ ایک غیر فطری اور مصنوعی صورت حال پر

www.abulhasanalinadwi.org

جزنیا وہ دن تک برقرار نہیں رہتی اور دنیا میں اس کی کوئی نظیر نہیں کہ کبھی کوئی قوم مستقل طور پر غلام بن گئی ہو، لیکن یہ اندرونی خطرہ خود اپنا پیدا کیا ہوا "اپنے اعمال و کردار کی سزا اور قانون فطرت ہے۔"

خدر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی

یہ خطرہ کیا ہے ؟ انسان کی جان ومال اور عزت وآبرو کی قیمت کے احساس کا نہ ہونا اور ذاتی یا جماعتی مفاد کو ملک اور ملت کے مفاد پر ترجیح دینا۔ یہ دو روگ ہیں جو ہماری ملکی و قومی زندگی کو تپ دق کی طرح لاحق ہو گئے ہیں، فرقہ وارانہ فسادات ہوں یا سیاسی پارٹیوں کی کشمکش، دولت و حکومت حاصل کرنے کے لئے اندھی اور دیوانہ وار ریس ہو یا بچوں کے کھیل اور روٹھنے اور منے کی طرح دل بدلی، ہر چیز سے انہی دونوں حقیقتوں کا اظہار ہوتا ہے کہ انسان کی جان کی کوئی قیمت نہیں اور ملک کی عزت ووقار اور سلامتی و استحکام کا ـــ ... سوال نہیں! اخلاقی بدعنوانیوں اور سیاسی بے اصولیوں کو دیکھ کر کسی کسی وقت یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ اس ملک میں ہر چیز مر گئی ہے صرف دو چیزیں زندہ ہیں، ایک تعصب ونفرت (خواہ کسی فرقہ سے ہو یا ذات برادری یا مخالف و حریف سے) دوسرے دولت و حکومت کی کرسی کی محبت اور بلا کسی شرط و قید اور بلا کسی شرم و لحاظ کے ان کے حاصل کرنے کی جدوجہد۔ ۴۴

سرکاری ملازموں سے لے کر نجی اور قومی اداروں کے کارکنوں تک سے احساس ذمہ داری یکسر مفقود ہے اور اہلیت وکارکردگی کا معیار انتہائی پست

ہو گیا ہے۔ محکموں میں رشوت کا بازار گرم ہے۔ ہم شہریوں اور ہم وطنوں سے غیر ہمدردانہ رویہ کا ایسا رواج پڑ چکا ہے، افراد ہوں یا فرقے اور اقلیتیں، ان کے حقوق کی پامالی اور ان کی خواہشات و مطالبات سے چشم پوشی کا ایسا دور دورہ ہے کہ باعزت اور خوددار قوم کو جس بات کے تصور سے گھن آنی چاہیئے اور جس بات کے کہنے کے مقابلہ میں مرجانا بھی آسان معلوم ہوتا ہو وہ بات اب دلوں اور دماغوں سے آگے بڑھ کر زبانوں پر آنے لگی ہے، مجھے اس کے دہرانے سے بھی شرم آتی ہے لیکن اس کے بغیر صورت حال کی سنگینی کا اندازہ مشکل ہے۔

اس لئے اس کو مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ ایک طرف افراد اتنے غیر مطمئن اور غیر یقینی صورت حال میں زندگی گذار رہے ہیں کہ وہ کبھی کبھی انگریزوں کا دور غلامی اس طرح یاد کرنے لگتے ہیں گویا وہ بھی کوئی اچھا زمانہ تھا، دوسری طرف اقلیتیں اتنی غیر مطمئن ہیں اور ان کو اپنے مستقبل اور اپنی آئندہ نسلوں کے متعلق ایسے خطرات محسوس ہونے لگے ہیں کہ ان کو کسی کسی وقت اس جنگ آزادی کی معقولیت و افادیت میں شبہ ہونے لگتا ہے جس میں انھوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور یہ سوچنے لگتی ہیں کہ وہ اس وقت زیادہ محفوظ تھیں یا اب ؟ میں سمجھتا ہوں کہ کسی ملک کی اس سے بڑھ کر بدقسمتی اور آزادی کے بعد ملک کی سیاسی رہنمائی کرنیوالوں اور نظم ونسق سنبھالنے والوں کی اس سے بڑھ کر ناقابلیت کی دلیل اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ اس عزیز اور قابل احترام جنگ اور عظیم قربانیوں کی قدر و قیمت میں شک وشبہ پیدا کردیں جو آزادی کے حصول کے لئے پیش کی گئیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

بہرحال اس وقت ہمارا ملک تباہی کے عمیق غار کے کنارے کھڑا ہوا ہے ملک کے تمام فرقے، خواہ ان کی زبانیں، ان کے مذہب، ان کا کلچر، ان کی امنگیں اور آرزوئیں کچھ بھی ہوں، ہندو اور مسلمان، سکھ، عیسائی اور پارسی مذاہب کے پیرو اور خدا کے منکر سب اس وقت ایک ایسی کشتی میں سوار ہیں جس میں ایک بڑا سوراخ ہو گیا ہے، سمندر میں طوفان ہے اور کشتی کے ملاح اور کھیون ہار آپس میں دست و گریباں، خدانخواستہ یہ کشتی اگر ڈوبی تو نہ ہندو بچیں گے نہ مسلمان، نہ سکھ نہ عیسائی نہ پارسی، نہ کانگریس نہ جن سنگھ نہ سوتنتر نہ کمیونسٹ، نہ مسلم مجلس نہ مسلم لیگ۔

اس موقع پر مجھے بے اختیار وہ بلیغ و حکیمانہ مثال یاد آتی ہے جس میں نبوت کا اعجاز اور زندگی کی ابدی صداقت جھلکتی ہے، وہ مثال جو عرب کے امی پیغمبر نے (اللہ کے لاکھوں درود و سلام ہوں ان پر) ساتویں صدی عیسوی کی محدود دنیا اور عرب کی محدود تر سوسائٹی میں دی تھی کہ "ایک کشتی پر چند مسافر سوار ہیں، اس کشتی میں دو طبقے ہیں ایک بالائی اور ایک زیریں، پانی کا انتظام بالائی طبقہ میں ہے، نیچے طبقے والے اوپر سے پانی لاتے ہیں، اور اوپر والوں کو قدرتاً زحمت پیش آتی ہے، ان بالانشینوں نے احتجاج کیا اور کہا کہ ہم تم کو اوپر آنے اور پانی لے جانے کی اجازت نہیں دیں گے، نیچے والوں نے کہا کہ پانی کے بغیر گذر نہیں اگر ہم کو اوپر آنے اور پانی لینے کی اجازت نہیں تو ہم کشتی میں سوراخ کر لیتے ہیں اور یہیں سے پانی بھر لیا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ "اگر ان بالانشینوں اور بد دماغوں نے ان کو اس حرکت سے باز رکھا تو سب بچ جائیں گے، ورنہ کشتی ڈوب جائے گی اور نہ نیچے والے بچیں گے نہ اوپر والے"۔

یہ درحقیقت اجتماعی زندگی کی مثال ہے، انسانوں کے مسائل ایک دوسرے سے پیوستہ اور ایک ملک میں بسنے والے شہریوں کی قسمت ایک دوسرے سے وابستہ ہے اگر یہ کشتی ایک کی حماقت اور دوسروں کی خاموشی سے ڈوبی تو اس کا کوئی مسافر غرق ہونے سے بچ نہیں سکتا۔

ہم ہندوستانی ہونے کے ناطے سے بھی جو درحقیقت ایک ہی کشتی کے مسافر ہیں شتر مرغ کی طرح اس دشمن (اندرونی خطرہ و انتشار) سے آنکھیں بند کر کے اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے اور ملت اسلامیہ کی حیثیت سے خاص طور پر جو خدا کے یہاں ہر فساد و صلاح کی ذمہ دار... اور جوابدہ ہے۔ اور اس کی ذمہ داری بحیثیت مسلمان کے عام انسانوں سے کچھ زیادہ ہی ہے۔ ملک کو اس حال پر چھوڑ دینے اور اس صورت حال سے آنکھیں بند کر لینے کا کوئی جواز نہیں، ہندوستانی مسلمانوں کو ان حالات کے سدھارنے اور ملک کو صحیح راستہ پر لگانے کے لئے اپنی پوری ذہنی صلاحیتیں اخلاقی کردار اور عددی طاقت (جو بیشتر اسلامی ممالک سے زیادہ ہے) استعمال کرنی چاہیئے، میں ایک بار پھر اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ بعض لوگ مسلمانوں کو یہ غلط مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ اس خارزار سے اپنا دامن بچا کر سکون و اطمینان کے ساتھ تجارت، تعلیم، صنعت و حرفت اور رفاہی اداروں کے قیام میں

www.abulhasanalinadwi.org

مصروف ہو جائیں، میں صاف اور واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان میں مسلمان کے لئے ـــ جنھوں نے عرصہ تک اس ملک کی ذمہ داری سنبھالی ہی اور جو اب بھی ملک کو تباہی سے بہت کچھ بچا سکتے ہیں ـ عیسائیوں، پارسیوں اور مارواڑیوں کی پوزیشن اختیار کرنا اور اس پر قانع ہو جانا کسی طرح درست نہیں، ان کو اپنا پورا وزن ڈال کر اس صورت حال میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور سیاسی جد و جہد کی ایک ایسی صحت مند روایت قائم کرنی چاہیئے جو دینی اور اخلاقی اصول کی پابند ہو اور جس پر انسان دوستی اور سچی حب الوطنی غالب و کار فرما ہو، جو عہدوں، وزارتوں اور کرسیوں اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو، جہاں ضمیر، اصول اور جماعتی وابستگی کے لئے نیلام کی بولی نہ بولی جاتی ہو اور فصل کے میووں کی طرح سستے داموں خرید و فروخت نہ ہوتی ہو، انسان کے جان کی قیمت اور انسانیت کے احترام کی دعوت و تبلیغ کے لئے ان کو اس روشنی سے کام لینا چاہیئے جو اسلام نے ان کو عطا کی ہے اور جس نے ایک انسان کی جان کو پوری نوع انسانی کا ہم پلہ بنا دیا ہے ـ

من قتل نفسا بغیر نفس	جس نے کسی انسان کو خون کے
او فساد فی الارض	بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے
فکانما قتل الناس	کے سوا کسی اور وجہ سے
جمیعا ومن احیاھا فکانما	قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں
احیا الناس جمیعا ـ المائدۃ	کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک

کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشدی ـ

جس نے سارے انسانوں کو خدا کا کنبہ (عیال اللہ) قرار دیا ہے اور خدا کی نگاہ میں سب سے محبوب اور افضل اس کو ٹھہرایا ہے جو اس خدائی کنبہ کے سب سے زیادہ کام آئے۔ (احب الخلق الی اللہ انفعہم لعیالہ الحدیث) جس کے نزدیک جان دینا ایمان دینے سے زیادہ آسان ہے۔ اور جس کا سودا ہمیشہ کے لئے ہو چکا ہے اب وہ بار بار نہیں بک سکتا۔ ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ (اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جان و مال کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے) جس کو عقیدے، اصول اور مقصد کی قیمت پر کوئی حکومت، جماعت یا دولت خرید نہیں سکتی اور جو ہر ایسے خریدار کو صاف جواب دیتا ہے

۵

برو ایں دام بر مرغے دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

اگر مسلمانوں کی کوئی مجلس یہ صحت مند روایت قائم کرتی ہے اور سیاست کی اس بدنام اور پرخار وادی میں اپنی نئی راہ نکالتی ہے، ملک کی ان جان لیوا بیماریوں کا کوئی علاج تجویز کرتی ہے اور اس کے جسم میں تازہ خون پہنچاتی ہے تو وہ اپنی ملت کے ساتھ بھی احسان کرتی ہے اپنے

www.abulhasanalinadwi.org

دین کے ساتھ بھی انصاف کرتی ہے اور اپنے ملک کی اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو بھی بچاتی ہے جس میں اس کا وہ قیمتی ملی اثاثہ رکھا ہوا ہے جو مشکل سے کسی دوسرے مسلمان ملک کے پاس ہوگا اور جس سے آئندہ ملک نسلوں کی قسمت وابستہ ہے جن کو اسی ملک میں پیدا ہونا اور زندگی گذارنا ہے۔ اگر آپ انہی مقاصد اور عزائم کے ساتھ یہاں جمع ہوئے ہیں تو میری نیک تمنائیں اور مخلصانہ دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

اوروں کا ہے پیام اور میرا پیام اور ہے
عشق کے دردمند کا طرز کلام اور ہے

(ابوالحسن علی)

www.abulhasanalinadwi.org